

میرے اندازے کے مطابق مولانا نے کسی قدر زیادتی فرمائی کسی امر کو
 شعر میں قدرے مبہم رکھنے کا مطلب لازماً المعنی فی لطف الشاعر نہیں۔ بعض
 مقامات پر ابہام خواندے کے لیے بدرجہا زیادہ لطف کا باعث ہوتا ہے
 کیونکہ ہر مرزا اپنے خاص حالات کے اعتبار سے شعر کو خاص معنی پر ڈھال لیتا
 ہے۔ اس طرح ایک شعر مختلف حالتوں پر حاوی ہو جانے سے زیادہ عمومیت
 و آفاقیت پیدا کر لیتا ہے، جیسا کہ میرزا نے خود فرمایا۔ شاعر نے اس وجہ
 سے اپنا قصد معین نہیں کیا کہ وہ چاہے فقیر بن جائے، چاہے پردیس چلا جائے
 چاہے کچھ اور کر گزرے۔

جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے، اس کے لیے فوری اقدام نہ کرنے کا فریضہ
 پہلے مصرع میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر زندگی کے کچھ دن باقی ہیں تو
 ہم نے جی میں کچھ اور ٹھان رکھی ہے۔ اس سلسلے میں شارحین نے مختلف
 احتمالات پیدا کیے، مثلاً مرجائیں گے، کسی اور سے محبت کر لیں گے یا محبت
 سے دست بردار ہو جائیں گے، لیکن مرزا نے ان احتمالات کی طرف خفیف
 سا بھی اشارہ نہیں کیا، کیونکہ ان میں سے کوئی بھی آداب محبت کے شایاں نہیں۔
۲۔ شرح : دوزخ کی آگ میں اس قدر گرمی کہاں ہو سکتی ہے، چھپے
 ہوئے غموں کی جان بالکل جدا گانہ حیثیت رکھتی ہیں، یعنی دوزخ کی آگ
 اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کہاں "استفہام الکاری ہے، گویا سوال کیا،
 مگر مقصود نفی ہے۔

۳۔ لغات۔ سرگرائی : سر کا بھاری ہونا، مراد ہے رنجش خفگی۔
شرح : ہم ان کی رنجشیں بار بار دیکھ چکے ہیں اور معاملات عشق
 میں محبوب کی رنجشوں سے سابقہ پڑتا ہی رہتا ہے، مگر اس مرتبہ ان کی خفگی
 کا درجہ زیادہ بڑھا ہوا نظر آتا ہے۔
 حقیقتاً زیادہ خفگی ہے یا نہیں، لیکن عاشق کو فوراً محبت میں اتفافی